بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

سال کے بارہ مہینوں میں سے ہر مسلک ومکتب فکر نے اپنے اپنے مہینے چن رکھے ہیں جن میں وہ اپنی تقریبات کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور دیگر مہینوں کو خالی مہینوں میں شمار کیا جاتا ہے۔سنی عوام اور ان کے واعظین کے نزدیک صفر میں نحوست ہے اور ذوالقعدہ خالی مہینہ ہے، حالانکہ نہ صفر میں کوئی نحوست ہے نہ ذوالقعدہ خالی از برکات ہے۔صفر میں متعدد بزرگان دین کے ایام وصال ہیں جو شان وشوکت سے منائے جاتے ہیں، جبکہ ذوالقعدہ حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمروں کا مہینہ ہے۔تو یہ خالی کیسے ہوگیا، جب کہ یہ حرمت والے مہینوں میں شامل ہے۔اور اسے فتح مبین کی خوشخبری سنانے والا مہینہ بھی کہا گیا ہے (انا فتحنا لک فتحا مبینا) اسی ماہ میں نازل ہوئی۔

ابتداء اسلام میں چار مہینوں میں جنگ کرنا حرام قرار دیا گیا تھا، یعنی محرم، رجب، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ، چنانچہ ۶ ہجری میں جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کے ارادہ سے ماہِ ذوالقعدہ میں عازمِ مکہ ہوئے تو حدیبیہ کے مقام پر آپ کو روک دیا گیا۔چنانچہ ایک معاہدہ (صلحِ حدیبیہ) کے نتیجہ میں یہ طے پایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئندہ سال عمرہ کے لئے تشریف لائیں۔حسب معاہدہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور اگلے سال یعنی ۷ ہجری کو پھر ذوالقعدہ ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام زیب تن فرمایا اور عازمِ مکہ ہوئے۔اس موقع پر اعلان کرایا کہ جو لوگ گزشتہ برس عمرہ کے لئے ہمرکابِ آں خوشخصال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ان میں سے کوئی پیچھے نہ رہنے پائے کہ یہ عمرۂ قضاء ہے۔چنانچہ گزشتہ برس کے دوران جامِ شہادت نوش کرنے یا انتقال کرجانے والوں کے سوا سبھی شاملِ قافلۂ سرورِ دنیا و دیں ہوئے۔نئے رہروانِ شوق ان کے علاوہ تھے، یوں کوئی دو ہزار نفوسِ قدسیہ اس شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جھرمٹ میں لئے صدائے لبیک بلند کرتے مکہ کی جانب محوِ رفتار ہوئے تو ایک خدشہ ان کے دلوں کو بے چین کئے دیتا تھا کہ کہیں کفارِ مکہ وگنوارِ قریش انہیں اس حال میں اس بار بھی عمرہ سے روک کر ان کے وفورِ شوق کو جوشِ انتقام سے نہ بدل دیں کہ اس سے انہیں تین

جرموں کا ارتکاب کرنا پڑے گا، ایک تو احرام کی حالت میں دوسرے سرزمینِ حرم میں اور تیسرے ماہِ حرام (ذوالقعدہ) میں قتال۔

اللہ رب العزت نے آیتِ کریمہ (الشهر الحرام بالشهر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم واتقوا الله واعلموا ان الله مع المتقين {البقرة ۱۹۴}) میں ان رہروانِ شوق کو یہ مژدہ سنایا کہ اگر کوئی ایسی صورتِ ناگہانی پیدا ہو ہی جائے تو وہ کبیدہ خاطر نہ ہوں کہ سالِ گزشتہ جو کفارِ جہنم قرار نے انہیں عمرہ کی ادائیگی سے روک کر بے قرار کیا تھا اور حرمت والے ماہ کا لحاظ بھی ان نابنجاروں نے نہ کیا تو اس سال ان قدسیوں کو اجازت ہے کہ نوبت اگر قتال کی آجائے تو وہ اس سے اعراض نہ کریں بلکہ اسے گئے سال کے ماہِ حرام کے بدلے میں ملنے والا چانس خیال کریں۔

مفسرین و محدثین کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے اور امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چار عمرے کئے جن میں سے تین ذوالقعدوں میں اور ایک رجب میں کیا۔ حضرت انس اور حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور ﷺ نے ایک کے سوا باقی تینوں عمرے ذوالقعدہ ہی میں کئے یعنی ذوالقعدہ سن ۶ ہجری میں ، پھر ذوالقعدہ سن ۷ ہجری میں اور تیسرا ذوالقعدہ سن ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر۔

اس طرح ذوالقعدہ کو اسلامی مہینوں میں ایک خاص اہمیت حاصل ہو جاتی ہے کہ یہ اشہرِ حرام میں بھی شامل ہے اور سرکار ﷺ کے عمروں کا مہینہ بھی۔

صلحِ حدیبیہ کو اسلامی تاریخ میں جو مقام حاصل ہے اس کا اندازہ صرف اس جملے سے لگانا کافی ہے جو کسی انساں کی زباں سے نہیں نکلا بلکہ خالقِ جن و انس کی طرف سے نویدِ مسرت و پیغامِ انبساط بن کے آیا انا فتحنا لك فتحا مبينا (سورة الفتح) کہ کر، رب ذوالجلال نے اس ماہِ مبارک ماہِ ذیقعد کے واقعۂ حدیبیہ کو فتحِ مبین فرمایا، تو پھر اس ماہِ مبارک کو ماہِ مبیں کیوں نہ کہا جائے۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ اہل اسلام کو اس ماہ مبارک کو فتح مبین کہ خوشخبری سنانے والے مبارک مہینے کے طور پر منانا چاہئے اور اس پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے فتح مبین، فتح عظیم کی جو خوشخبری و پیشین گوئی اس ماہ مبارک میں سنائی تھی وہ پوری ہوئی اور فتح مکہ کی صورت میں فتح مبین